السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسمی غلام محمد ولد مہر دین قوم میو موضع ہفت مدر تحصیل ننکانہ ضلع شیخوپورہ کا رہائشی ہوں یہ کہ مجھے ایک شرعی مسئلہ دریافت کرنا مقصود ہے ۔ جو ذیل میں عرض کرتا ہوں میری دختر مسمات مختار بی بی کا نکاح ہمراہ مسمی محمد اسلم ولد ہمر دین قوم میو موضع نیا پنڈ تحصیل شیخوپورہ سے ہوا ۔ عرصہ قریب ایک سال نوماہ ہوئے کر دیا تھا ۔ مسمات مختار بی بی اپنے خاوند کے ہاں ایک ماہ رہ کر حق زوجیت ادا کرتی ہی ۔ دوران آبادگی مابین قریقین ناچاقی پیدا ہوگئی کیونکہ مذکورہ آوارہ قسم کا آدمی تھا ۔ دوران آبادگی مذکور ماتا پٹیتا رہتا اور لڑائی جھگڑا کرتا ۔ مختار بی بی کو ذو وکوب کر کے اپنے والدین کے گھر چھوڑ آتا ۔ اس کے بعد مسمی محمد اسلم نے ایک سال سات ماہ قبل روبر گواہان ذیل کے زبانی کلامی تین بار طلاق ، طلاق ، طلاق کہہ کر حق زوجیت سے علیحدہ کر دیا اور کوشش مصالحت کے باوجود رجوع نہیں کیا ۔ اب علمائے دین سے سوال ہے کہ آیا تین بار زبانی کلامی طلاق کہنے سے طلاق ہوجاتی ہے یا کہ نہیں ، ہمیں قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دے کر عنداللہ ماجور فرمائیں ۔ کذب بیانی کا سائل خود ذمہ دار ہوگا ۔

تصدیق : ہم اس سوال کی حرف بحرف تصدیق کرتے ہیں کہ سوال بالکل صداقت پر مبنی ہے اگر غلط ثابت ہوگا تو ہم اس کے ذمہ دار ہوں گے ہمیں شرعی فتویٰ دیا جانا مناسب ہے ۔

(عبدالحمید ولد عبدالمجید قوم راجپوت موضع ہفت مدر تحصیل ننکانہ ضلع شیخوپورہ رانا ولی محمد ولد غلام حیدر قوم راجپوت موضع ہفت مدر تحصیل ننکانہ شیخوپورہ بذریعہ قاضی احسان الحق چک نمبر 240 گ ب جڑانوالہ)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

بشرط صحت سوال وبشرط صحت واقعہ صورت مسؤلہ میں طلاق میں شروع اسلام سے یہی طریقہ متوارث چلا آرہا ہے جیسا کہ ہر صاحب علم پر یہ حقیقت روشن ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا : امة امیة لا تکتب ولا نحسب ۔ (بخاری ج : 1 ص 256) شروع اسلام سے جس طرح گواہوں کے روبرو زبانی نکاح متعقد ہوتا چلا آیا ۔ اسی طرح گواہوں کی موجودگی میں زبانی طلاق بھی بلاشبہ واقع ہوتی چلی آرہی ہے ۔ ہاں البتہ تحریری طلاق کے وقوع کے بارے میں اختلاف کا گمان ہوتا ہے ۔ تاہم جمہور علمائے امت تحریری طلاق کے وقوع کے بھی قائل ہیں اور یہ بھی بلاشبہ واقع ہوجاتی ہے ۔ اب ان دونوں قسم کی طلاقوں کے وقوع کے دلیل ملاحظہ فرمایئے ۔

۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : «إِنَّ اللَّهَ تَجَاوَزَ عَنْ أُمَّتِي مَا حَدَّثَتْ بِهِ أَنْفُسَهَا، مَا لَمْ تَعْمَلْ أَوْ تَتَكَلَّمْ» قَالَ قَتَادَةُ : «إِذَا طَلَّقَ فِي نَفْسِهِ فَلَيْسَ بِشَيْءٍ (1) صحیح بخاری شرح فتح الباری باب الطلاق فی الاغلال 1 والکرہ والسکران والمجنون ومرھما والعلظ والنسیاد ج 9 ص 345، 340

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اللہ تعالیٰ نے میری امت کے دل کے خیالات کا محاسبہ معاف کر رکھا ہے جب تک ان پر عمل نہ کرے یا بو حضرت ابوہریرہ '' ل کر بیان نہ کرے ۔ اس حدیث دو باتیں ظاہر ہوئیں ۔

۔ کہ زبانی طلاق واقع ہوجاتی ہے جو کہ او تتکلم کے جملہ سے صاف ظاہر ہے ۔ چنانچہ امام ترمذی فرماتے ہیں : والعمل علی ھذا عند اھل العلم ان الرجل اذا حدث نفسه بالطلاق لم یکن شیا حتی یتکلم بہ . (2) ترمذی مع تحفة الاحوذی 1 باب ماجاء فی من یحدث نفسه بطلاق امراتہ ج 9 ص 215.

کہ اہل علم کا اسی حدیث پ عمل ہے کہ جب کسی آدمی کے دل میں اپنی بیوی کو طلاق دینے کا خیال پیدا ہو تو جب تک زبان سے طلاق کا لفظ ادا نہ کرے اس وقت تک طلاق واقع نہیں ہوتی ۔

لکھتے ہیں ۔ اور حدیث ابوہریرة امام شوکانی :

واورد حدیث ابی ہریرة للاستدلال بہ علی من طلق زوجتہ بقلبہ ولم یلفظ بلسانہ لم یکن لذلک حکم الطلاق لأن خطرات القلب مغفورة للعباد الخ. (1) نیل الاوطار ج 6 ص طبع ثانی 245

کہ مصنف رحمة اللہ علیہ حضرت ابوہریرہ کی حدیث یہ بتلانے کی لئے لائے ہیں کہ دل ہی دل میں طلاق دے دینے سے طلاق واقع نہیں ہوتی جب تک زبان سے لفظ طلاق ادا نہ کرے ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کے ولی خیالات کو معاف کر رکھا ہے ۔

: ۔ دوسری یہ بات بھی واضح ہوئی کہ تحریری طلاق بھی شرعا معتبر ہے ، جیسا کہ حدیث کے الفاظ مالم تعمل اس پر دلالت کرتے ہیں ۔ شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی رقمطراز ہیں 2

واِستدل بہ علی ان من کتب الطلاق طلقت اِمرأتہ لانہ عزم بقلبہ و عمل بکتابة وھو قول الجمہور وشرط مالک فیہ لاشہاد علی ذلک .. (2) فتح الباری ج 9 ص 345

یعنی اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے کہ جو شخص اپنی بیوی کو تحریری طلاق دے دے تو طلاق واقع ہوجائے گی کیونکہ اس نے دل سے ارادہ رکیا اور لکھنے کا عمل کیا ۔ جمہور علمائے اسلام کا یہی مذہب ہے ۔ تاہم امام مالک گواہوں کی شہادت کی شرط بھی لگاتے ہیں ۔ نیز ملاحظہ ہو (3) تحفة الاحوذی ج 2 ص 315

(4) فتاویٰ نذیریہ میں ہے : واضح ہوکہ جب شوہر شریعت کے مطابق اپنی زوجہ کو طلاق دے گا زبانی دے یا تحریری تو طلاق خواہ مخواہ پڑجاوے چاہے زوجہ اس کو منظور کرے یانہ کرے ۔ (فتاوی نذیریہ ج3ص 273)

مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی کا بھی یہی فتویٰ ہے کہ زبانی طلاق ہوجاتی ہے ۔ (فتاوی دارالعلوم دیوبندج2ص 3658)

صورت مسؤلہ میں مندرجہ بالا حدیث صحیح ۔ سلف صالحین اور علمائے فتاوٰی کی مذکورہ بالا تصریحات مسمات مختار بی بی بنت غلام محمد ولد مہر دین میو ساکن مدر ضلع شیخوپورہ کو طلاق ہو چکی ہے اورچونکہ سوال کی خط کشیدہ تصریح کے مطابق مسمی محمد اسلم نے یہ طلاق آج سے ایک سال اورسات ماہ یعنی انیس ماہ قبل دی تھی ، لہذا عدت گزر چکی اور نکاح ٹوٹ چکا ہے ۔ اس لئے مسمات مذکورہ اپنے مستقبل کا فیصلہ کرنے کی شرعا مجاز ہے ۔ مفتی کسی قانونی سقم کا ہر گز ذمہ دار نہ ہوگا ۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ محمدیہ

ج1ص792

محدث فتویٰ